دنیا کی بے ثباتی

حضرت علیؓ کا ایک اثر آفریں خطبہ

میں تمھیں دنیا سے ڈراتا ہوں‘ اس لیے کہ یہ بظاہر شیریں و خوش گوار‘ تروتازہ و شاداب ہے۔ نفسانی خواہشات اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جلد میسر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے۔ اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنا لیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) امیدوں سے سجی ہوئی‘ اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے۔ نہ اس کی مسرتیں دیرپا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے بے فکر رہا جا سکتا ہے۔ وہ دھوکے باز‘ ضرر رساں‘ ادلنے بدلنے والی اور فنا ہونے والی ہے‘ ختم ہونے والی‘ اور مٹ جانے والی ہے‘ کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے۔ جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے‘ تو بس وہی ہوتا ہے جو اللہ سبحانہ‘ نے بیان کیا ہے: (اس دنیاوی زندگی کی مثال ایسے ہے) ”جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اتارا‘ تو زمین کا سبزہ اس سے گھل مل گیا اور (اچھی طرح پھلا پھولا) پھر سوکھ کر تنکا تنکا ہو گیا‘ جسے ہوائیں (ادھر سے ادھر) اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے“۔ (الکھف ۱۸: ۴۵)

جو شخص اس دنیا کا آرام پاتا ہے تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں۔ اور جو شخص دنیا کی مسرتوں کا رخ دیکھتا ہے‘ وہ مصیبتوں میں دھکیل کر اس کو اپنی بے رخی بھی دکھاتی ہے۔ اور جس شخص پر راحت و آرام کے ہلکے ہلکے چھینٹے پڑتے ہیں‘ اس پر مصیبت و بلا کے طوفان بھی آتے ہیں۔ یہ دنیا ہی کے مناسب حال ہے کہ صبح کو کسی کی دوست بن کر اس کا (دشمن سے) بدلہ چکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی۔ اگر اس کا ایک گھونٹ شیریں و خوش گوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلاانگیز‘ جو شخص بھی دنیا کی تروتازگی سے اپنی کوئی تمنا پوری کرتا ہے تو وہ اس پر مصیبتوں کی مشقتیں بھی لاد دیتی ہے۔ جس کی شام امن و سلامتی کے بال و پر کی حامل ہوتی ہے‘ اس کی صبح خوف کے پروں پر ہوتی ہے۔ وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز دھوکا۔ وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے اور

اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی سامان میں، سوا زاد تقویٰ کے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اس سے جو شخص کم حصہ لیتا ہے، وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے، اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے، وہ اپنے لیے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے، (حالانکہ) اسے اپنے مال و متاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے دنیا پر بھروسہ کیا اور اس نے انھیں مصیبتوں میں ڈال دیا، کتنے ہی اس پر بھروسہ کیے بیٹھے تھے جنھیں اس نے پچھاڑ دیا، کتنے ہی رعب و طنطنہ والے تھے جنھیں حقیر و پست بنا دیا اور کتنے ہی نخوت و غرور والے تھے جنھیں ذلیل کر کے چھوڑا۔ اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز، اس کا سرچشمہ گدلا، اس کا خوش گوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلوا (کے مانند تلخ) ہیں۔ اس کے کھانے زہر ہلاہل، اور اس کے اسباب و ذرائع کے سلسلے بودے ہیں۔ زندہ رہنے والا معرض ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے۔ اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا زبردست زیردست بننے والا، مال دار بدبختیوں کا ستایا ہوا اور ہمسایہ لٹا لٹایا ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد سکرات اور یوم جزا میں پیش ہونے کے مشکل مراحل درپیش ہوں گے: "تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے، اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنھوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے"۔ (النجم ۵۳: ۳۱)

کیا تم انھی سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے، پائیدار نشانیوں والے، بڑی بڑی امیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی و شمار والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے؟ وہ دنیا کی کس طرح پرستش کرتے رہے، اور اسے آخرت پر کیسی کیسی ترجیح دیتے رہے۔ پھر بغیر کسی ایسے زاد و راحلہ کے، جو انھیں راستہ طے کر کے منزل تک پہنچاتا، چل دیے۔ کیا تمھیں کبھی یہ خبر پہنچی ہے کہ دنیا نے ان کے بدلے میں کسی فدیہ کی پیشکش کی ہو یا انھیں کوئی مدد بہم پہنچائی ہو یا اچھی طرح ان کے ساتھ رہی ہو؟ بلکہ اس نے تو ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے، آفتوں سے انھیں عاجز و درماندہ کر دیا اور لوٹ لوٹ کر آنے والی زحمتوں سے انھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ناک کے بل انھیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے کھروں سے کچل ڈالا، اور ان کے خلاف حوادث زمانہ کا ہاتھ بٹایا۔

تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دنیا کی طرف جھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا تو اس نے (اپنے تیور بدل کر ان سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس سے جدا ہو کر چل دیے۔ اس نے انھیں بھوک کے سوا کچھ زاد راہ نہ دیا، اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا، اور سوا گھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا، تو کیا تم اسی دنیا کو ترجیح دیتے ہو، یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو، یا اسی پر مرے جا رہے ہو؟ ارشاد خداوندی ہے: "جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا

سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انھوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے" (ہود ۱۱: ۱۵-۱۶)۔
جو دنیا پر اعتماد کرے، اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے، اس کے لیے یہ بہت برا گھر ہے۔

جان لو، اور حقیقت میں تم جانتے ہی ہو کہ (ایک نہ ایک دن) تمھیں دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ ہم سے قوت و طاقت میں کون زیادہ ہے۔ انھیں لاد کر قبروں تک پہنچایا گیا مگر اس طرح نہیں کہ انھیں سوار سمجھا جائے۔ انھیں قبروں میں اتار دیا گیا، مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے۔ پتھروں سے ان کی قبریں چن دی گئیں، اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو ان کا ہمسایہ بنا دیا گیا ہے۔

وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے اور نہ زیادتیوں کو روک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پروا کرتے ہیں۔ اگر بادل (جھوم کر) ان پر برسیں تو خوش نہیں ہوتے۔ اور قحط آئے، تو ان پر مایوسی نہیں چھا جاتی۔ وہ ایک جگہ ہیں، مگر الگ الگ۔ وہ آپس میں ہمسائے ہیں مگر دور دور۔ پاس پاس ہیں، مگر میل ملاقات نہیں۔ قریب قریب ہیں، مگر ایک دوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے۔ وہ بردبار بنے ہوئے بے خبر پڑے ہیں۔ ان کے بغض و عناد ختم ہو گئے اور کینے مٹ گئے۔ نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دور کرنے کی توقع ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: "سو دیکھ لو، ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں جن میں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے، آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے"۔ (القصص: ۵۸)

انھوں نے زمین کے اوپر کا حصہ اندر کے حصہ سے، اور کشادگی اور وسعت تنگی سے، اور گھر بار پردیس سے، اور روشنی اندھیرے سے بدل لی ہے، اور جس طرح ننگے پیر اور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے، ویسے ہی زمین میں (پیوند خاک) ہو گئے، اور اس دنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے: كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ "جس طرح ہم نے مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا، اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے، اس وعدہ کو پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے، اور ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے"۔ (الانبیا ۲۱: ۱۰۴) (نہج البلاغہ، انتخاب: عبدالحیٔ ابڑو)